حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط

۲- محاذ عراق و عجم

از

(جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق)

(استاذ ادبیات عربی - دہلی یونی ورسٹی)

(۷)

۶۲- سعد بن ابی وقاص کے نام

[سعد کو اپنے ہیڈ کوارٹر مدائن میں کوئی آٹھ ماہ قیام کے بعد معلوم ہوا کہ ان کے شمال اور شمال مغرب سے دو فوجیں بڑے جوش و ولولہ کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے اٹھی ہیں، شمال میں ایرانی فوج مہران[1] رازی کی سرکردگی میں جلولاء میں جمع ہوئی اور شمال مغرب میں علاقہ موصل کے عرب قبائل اور رومیوں پر مشتمل انطاق کی کمان میں بمقام تکریت۔ جلولاء سواد کے شمال میں عراق و خراسان کی تجارتی شاہراہ پر ایک بڑے دریا کے کنارے واقع تھا، ایرانیوں کے عقب میں دریا تھا اور داہنے، بائیں اور سامنے انھوں نے ایک چوڑی خندق کھودی تھی، اس کے علاوہ خندق کی طرف آنے والے راستوں میں لوہے کے کانٹے بچھا دیے تھے، یزدجرد جلولاء میں فوجی انتظام مکمل کرکے خود عراق کے سرحدی شہر حلوان کو مع دفاتر کے منتقل ہو گیا۔

---

[1] مہران کے بارے میں اعثم نے اپنی فتوح (ص ۳) میں لکھا ہے کہ یہ آذربائی جان کا حاکم تھا اور یزدجرد نے اس کو اپنی لڑکی دے کر اس سے عربوں کے خلاف مدد حاصل کی تھی۔

جنگ ذوالقعدہ ۱۶ھ میں مدائن پر قبضہ کے نو ماہ بعد ہوئی، ایرانی فوجیں اسی ہزار سے زیادہ تھیں اور عربوں کی تیس ہزار سے کم۔ بڑا سخت رن پڑا، مسلمانوں نے اسی بار ایرانیوں پر یورش کی، اور کئی مقابلوں میں بہت نقصان اٹھایا، بالآخروہ کامیاب ہوئے اور ایرانی فوجیں حلوان کی طرف بھاگ گئیں، سعد نے مذکورہ بالا فوجی سرگرمیوں کی خبر مرکز کو دی تو یہ فرمان آیا۔]

"ہاشم بن عتبہ کی سرکردگی میں بارہ ہزار فوج جلولار کے محاذ پر بھیجو، اس فوج کے مقدمۃ الجیش کے لیڈر قعقاع بن عمرو ہوں، میمنہ، میسرہ اور قلب کی کمان سعر بن مالک، عمرو بن مالک، اور عمرو بن مرہ جہنی کے ہاتھ میں ہو۔ انطاق کے مقابلہ کے لئے عبداللہ بن معتم کی قیادت میں ایک فوج بھیجو، اس کے مقدمۃ الجیش کے لیڈر ربعی بن افکل عنزی ہوں، میمنہ، میسرہ، ساق اور رسالوں کے سالار علی الترتیب حارث بن حسان ذہلی، فرات بن حیان عجلی، ہانی بن قیس، اور عرفجہ بن ہرثمہ ہوں"[1]

۴۳۔ سعد بن ابی وقاص کے نام

[مذکورہ بالا فرمان کے بعد سعد کو حضرت عمر کا یہ خط ملا]

"اگر خدا کی مدد سے مہران اور انطاق کے لشکر شکست کھائیں تو مقدمۃ الجیش کے لیڈر قعقاع بن عمرو کو حکم دو کہ فارسیوں کا سرحد سواد تک تعاقب کریں، مگر اس سے آگے جبال کے علاقہ میں داخل نہ ہوں"[2]

اس حکم کے بموجب قعقاع نے عراق کے سرحدی شہر حلوان تک فارسیوں کا تعاقب کیا، یزدجرد، شکست کی خبر سن کر اپنے دفاتر کے ساتھ

---

[1] طبری ج ۴/ ۱۷۹ و ۱۸۶ [2] طبری ج ۴/ ۱۷۹ و ۱۸۲

حلوان میں کچھ فوج چھوڑ کر جبال (پہاڑی صوبہ) کے صدر مقام رَیّ چلا گیا، قعقاع نے حلوان کے باہر وہاں کی فوج کو شکست دی اور شہر پر قابض ہو گئے۔

۶۴- سعد بن ابی وقاص کے نام

[مذکورہ بالا خط تعاقب کے حق میں سیف بن عمر کی روایت پر مبنی ہے اس کے مقابلہ میں طبری نے ایک خط تعاقب کی مخالفت میں نقل کیا ہے جو محمد بن اسحاق کی روایت پر مبنی ہے، اس روایت کی رو سے جب حضرت عمر کو جلولار کی فتح اور ایرانیوں کے فرار کی خبر موصول ہوئی تو انھوں نے سعد کو ذیل کا خط لکھا۔]

" فوجی پیش قدمی بند کر دو اور ایرانیوں کا تعاقب نہ کرو۔ مسلمانوں کے لئے ایک ہجرت گاہ اور بڑی چھاؤنی بناؤ مگر ایسا کرتے وقت اس بات کا لحاظ رہے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی دریا حائل نہ ہو۔"[1]

۶۵- سعد بن ابی وقاص کے نام

[جلولار کی فتح کے بعد مسلمان فوج کے سپہ سالار ہاشم بن عتبہ، قعقاع کو فارسیوں کے تعاقب میں بھیج کر اور جلولار میں کچھ حفاظتی فوج چھوڑ کر مدائن لوٹ آئے، اس اثنار میں ایک ایرانی فوج ہرمزان کے لڑکے کی قیادت میں صوبہ جبال سے سواد کے میدان میں بزدآزمائی کے لئے اتری، اس کی خبر سعد نے مرکز کو دی تو یہ خط آیا۔]

" فارسیوں کے مقابلہ کے لئے ضرار بن خطّاب کی کمان میں ایک فوج بھیجو، فوج کے مقدمہ کے لیڈر ابن ہذیل اسدی ہوں، میمنہ اور میسرہ کے سالار عبداللہ بن وہب راسبی، اور مضارب بن فلاں عجلی ہوں۔"[2]

---

[1] طبری ۴/۱۴۱ [2] طبری ۴/۱۸۷

۶۶۔ سعد بن ابی وقاص کے نام

[جلولا کی فتح اور ہاشم کی مدائن واپسی کے بعد سعد کو خبر ملی کہ اہل جزیرہ نے ایک فوج تیار کی ہے جس کا ایک حصہ ہرقل کی مدد کے لئے حمص بھیجا ہے اور دوسرا مسلمانوں سے لڑنے کے لئے جانب ہیت۔ کمانڈر ان چیف نے مرکز کو اس کی اطلاع دی تو یہ فرمان آیا۔]

"اہل جزیرہ کی فوجوں کے مقابلہ کے لئے عمرو بن مالک عتبہ کی قیادت میں ہیت کی طرف ایک فوج بھیجو، اس فوج کے مقدمہ الجیش کے لیڈر حارث بن زید عامری ہوں، میمنہ اور میسرہ کی کمان علی الترتیب ربعی بن عامر اور مالک بن حبیب کے ہاتھ میں ہو۔[۱]"

۶۷۔ سواد کے فاتحین کے نام

[مسلمانوں کی ایک چیدہ جماعت نے حضرت عمر سے صوافی کی تقسیم کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے ذیل کا خط بھیجا۔ صوافی اُس اراضی کو کہتے تھے جو

(۱) کسریٰ یا شاہی خاندان کی ملک تھی۔

(۲) جس کی آمدنی شاہراہوں، ڈاک کے راستوں، پلوں کی مرمت اور آتش کدوں کے لئے وقف تھی۔

(۳) جس کے مالک بھاگ گئے تھے یا جنگ میں مارے گئے تھے۔

(۴) جس میں جنگلات تھے۔

(۵) جس میں تالاب اور چشمے تھے۔ صوافی سے چالیس لاکھ اور بقول بعض ستر لاکھ درہم سالانہ آمدنی ہوتی تھی۔[۲]]

---

[۱] طبری ۴/۱۸۷ [۲] کتاب الخراج ص۳۵ و فتوح البلدان بلاذری ص۲۸۰ - ۲۸۲

"صوانی کو پانچ حصوں میں تقسیم کرو۔ چار حصے لشکر کو جس نے سواد فتح کیا ہے دے دیئے جائیں اور پانچویں حصہ یعنی خمس کی آمدنی اس کی مقررہ مدوں میں صرف کرنے کے لئے میرے پاس بھیج دی جائے۔ اگر فاتحین خود صوانی میں آباد ہو کر اپنے اپنے حصہ کی کاشت اور نگرانی کرنا چاہیں تو ان کو اس کا بھی حق ہے[1]۔"

۶۸- سعد بن ابی وقاص کے نام

[فتح جلولار کے بعد کمانڈر ان چیف نے مدائن سے جلولار تک مفتوحہ علاقہ کی آبادی کا شمار کرایا تو ایک لاکھ اور کچھ اوپر تیس ہزار تعداد آئی، جو تیس ہزار سے کچھ اوپر خاندانوں پر مشتمل تھی، سعد نے حضرت عمر سے دریافت کیا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے تو یہ فرمان آیا۔]

"کاشتکاروں کو ان کے سابقہ حال میں رہنے دو، ان میں جو لوگ تم سے لڑے ہوں یا بھاگ کر دشمن سے مل گئے ہوں، اور ان کو تم نے پکڑ لیا ہو تو ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو سواد کے دوسرے کاشتکاروں کے ساتھ تم کر آئے ہو۔ واذا کتبت الیک فی قوم فاجروا امثالھم مجراھم[2] (؟)

۶۹- سعد بن ابی وقاص کے نام

[مذکورہ بالا خط پا کر سعد نے مرکز سے ان لوگوں کے بارے میں ہدایت طلب کی جو زراعت پیشہ نہ تھے تو یہ فرمان آیا۔]

"غیر زراعت پیشہ لوگوں کو اگر تم نے آپس میں تقسیم نہ کیا ہو تو ان

---

[1] طبری ۴/۱۸۴ [2] طبری ۴/۱۸۳

کے ساتھ معاملہ کی دو صورتیں ہیں :۔

(۱) جو لوگ تمہارے ساتھ لڑے ہوں اور اپنی اراضی چھوڑ کر بھاگ گئے ہوں، ان کی اراضی کے مالک مسلمان ہیں۔ اگر تم نے ان کو واپس آنے کی دعوت دی ہو اور جزیہ قبول کرلیا ہو اور ان کی اراضی تقسیم کرنے سے پہلے لوٹا دی ہو تو وہ ذمی ہوکر رہیں گے۔

(۲) اور اگر تم نے واپس آنے کی دعوت نہ دی ہو تو ان کی اراضی کے مالک فاتحین ہوں گے۔[۱]

۷۰۔ سعد بن ابی وقاص کے نام

[جلولاء، حلوان، تکریت کی فتح کے بعد مدائن سے ایک وفد مرکز آیا، حضرت عمرؓ نے ان کے چہرے بے رونق اور جسم دُبلے دیکھ کر سبب دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ عراق کی آب و ہوا ہمیں راس نہیں آئی، حضرت عمرؓ نے مزید تحقیق کے لئے اس باب میں سعدؓ کو خط لکھا تو انھوں نے بھی وفد کے قول کی تائید کی، تب حضرت عمرؓ نے یہ فرمان بھیجا۔]

"عربوں کو وہی جگہ راس آتی ہے جو ان کے اونٹوں کو موافق آتی ہے سلمانؓ اور حذیفہؓ کو ایک صحت بخش جگہ تلاش کرنے پر مامور کرو، وہ ایسا مقام منتخب کریں جو دریا سے قریب ہو مگر کوئی دریا یا پل میرے اور تمہارے درمیان حائل نہ ہو۔"[۲]

۷۱۔ سعد بن ابی وقاص کے نام

[مذکورہ بالا فرمان کے بحت ۱۷ھ میں کوفہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ کوفہ کی جائے وقوع ایک

[۱] طبری ۴/۱۸۳ [۲] طبری ۴/۱۸۹ و فتوح البلدان، مصر، ص ۲۸۴

بڑا وسیع میدان تھا جس کی ایک سمت دریائے فرات سے سیراب ہونے والے مزروعہ علاقہ میں داخل ہوتی تھی اور دوسری حجاز کے غیر مزروعہ علاقہ سے متصل تھی، اس میدان کے وسط میں سب سے پہلے مسجد کی داغ بیل ڈالی گئی، مسجد کے صحن کے سامنے گورنر کی رہائش گاہ، دفاتر اور بیت المال بنائے گئے۔ کچھ عرصہ بعد بیت المال میں نقب لگا اور بہت سا روپیہ نکل گیا، اس کی خبر مرکز کو ہوئی تو یہ خط آیا۔]

"مسجد ہٹا کر دارالامارہ (گورنر کی رہائش گاہ) کے پاس بناؤ، اور دارالامارہ کو مسجد کے قبلہ کی طرف رکھو۔ مسجد دن رات آباد رہتی ہے اور نمازیوں سے بیت المال کی حفاظت رہے گی۔"[1]

۷۔ سعد بن ابی وقاص کے نام

[مرکز کے زیرِ ہدایت سعد نے مسجد، دارالامارہ کے برابر منتقل کرادی، دارالامارہ کی عمارت سادہ اور کچی تھی، ایک فارسی رئیس نے اپنی زیرِ نگرانی اس کو چونے سے بنوایا، پتھر کے ستون لگائے، اور اس میں محل کی سی شان پیدا کردی، عمارت کے باہر ایک پھاٹک بھی لگایا گیا۔

دارالامارہ اور مسجد کے اردگرد بازار تھا اور وہاں اس قدر شور ہوتا کہ سعد اور سرکاری عملہ کے لئے کام کرنا مشکل ہو جاتا، لوگوں نے یہ بات مشہور کردی کہ سعد نے ٹھیکہ دار سے کہا تھا کہ ایسی عمارت بناؤ کہ شور و غوغا کی آواز مجھ تک نہ پہنچے۔ حضرت عمر کو خبر پہنچی کہ سعد نے اپنے لئے محل بنوایا ہے اور عوام کی روک کے لئے اس میں ایک پھاٹک لگوایا ہے۔ یہ بات ان کو سخت ناگوار ہوئی، انھوں نے اپنے معتمد محمد بن مسلمہ کو مذکورہ ذیل خط دیا اور کہا کہ کوفہ پہنچتے ہی سعد کے محل کا پھاٹک جلا دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ خط کا مضمون یہ تھا۔]

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک محل بنوایا ہے جس میں عوام الناس

---

[1] طبری ۴/ ۱۹۲

سے الگ تھلگ ہو کر رہنے لگے ہو اور اس کا نام قصر سعد ہے اور تم نے اپنے اور پبلک کے درمیان ایک پھاٹک بھی لگوایا ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں یہ تمہارا محل نہیں بلکہ کور دماغی کا محل ہے۔ اس محل کے صرف ایک حصہ میں بود و باش رکھو، اور یہ حصہ بیت المال سے متصل ہو، باقی عمارت بند کر دو۔ محل میں کوئی پھاٹک نہ لگواؤ، جس سے لوگوں کو اندر آنے اور اپنے مسائل تمہارے سامنے پیش کرنے میں رکاوٹ ہو۔"[1]

۷۔ عثمان بن حنیف کے نام

[عثمان بن حنیف کو حضرت عمر نے فرات سے سیراب ہونے والے علاقہ کی پیمائش اور لگان بندی کا منتظم مقرر کیا تھا، عراق کی بہت سی اراضی اور جائداد ایرانی سرکار کی ملک تھی، یہ اراضی اور جائداد اسلامی حکومت نے براہ راست اپنے تصرف میں لے لی، اس اراضی سے بقول بعض حضرت عمر نے کچھ لوگوں کو جنہوں نے غالباً فتح عراق میں کارہائے نمایاں کئے تھے، کچھ جائدادیں عطا کیں، ان میں سے ایک جریر تھے جن کے قبیلہ بجیلہ نے فتح عراق میں غیر معمولی قربانیاں کی تھیں، اور جنہوں نے خود قادسیہ اور بعد کی جنگوں میں سالار کی حیثیت سے مافوق العادت بہادری کے جوہر دکھاتے تھے۔ جریر نے حضرت عمر سے درخواست کی کہ مجھے سواد میں جائداد عنایت کیجئے۔ حضرت عمر نے ان کو یہ خط دے کر عثمان کے پاس بھیجا :-

"جریر (بن عبداللہ بجلی) کو سرکاری اراضی سے اتنی زمین دے دو جو ان کی گذر اوقات کے لئے کافی ہو۔ نہ اس سے کم نہ زیادہ۔"

اب تک چونکہ سرکاری زمین سے کسی کو جائداد نہیں دی گئی تھی اور اس کی حیثیت مسلمانوں کی اجتماعی ملک کی تھی، اس لئے عثمان کو جائداد دینے میں تامل ہوا اور وہ کھٹکے کہیں جریر جعلی خط نہ

---

[1] طبری ۴/ ۱۹۳

لے آتے ہوں، تحقیق حال کے لئے انھوں نے مرکز کو خط بھیجا جس کے جواب میں حضرت عمرؓ نے لکھا:۔

"جائداد کے بارے میں جریر کا قول ٹھیک ہے۔ میرے خط کے مطابق ان کو زمین دے دو۔ تم نے اچھا کیا کہ مجھ سے اس باب میں رجوع کر لیا۔"[۱]

۴۷۔ حذیفہ بن یمان کے نام

[حذیفہ بن یمان دجلہ سے سیراب ہونے والے علاقہ کی پیمائش اور لگان بندی کے منتظم تھے، ان کا ہیڈ کوارٹر مدائن تھا۔ انھوں نے ایک یہودی عورت سے شادی کر لی، اس کی خبر حضرت عمرؓ کو ہوئی تو انھوں نے طلاق کا حکم لکھ بھیجا۔ حذیفہ نے اس حکم کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اپنے عریضہ میں لکھا کہ میں نے ایک کتابی عورت سے شادی کی ہے اور میں اس وقت تک طلاق نہیں دوں گا جب تک آپ یہ نہ بتائیں گے کہ آپ نے کیوں منع کیا ہے اور کیا کتابی عورت سے نکاح جائز نہیں ہے؟ جواب میں حضرت عمرؓ نے لکھا:۔

"کتابی عورتوں سے شادی کرنا جائز ہے لیکن میں مصلحۃً اس کا مخالف ہوں، وجہ یہ ہے کہ عجمی عورتیں دل فریب ہوتی ہیں، اگر تم نے ان سے شادی بیاہ کئے تو وہ عرب عورتوں پر چھا جائیں گی۔"[۲]

ازالۃ الخفار (شاہ ولی اللہ، بریلی ۲/۱۰۲ و ۱۰۸) میں یہ خط اس طرح بیان ہوا ہے:۔

"میں سخت تاکید کرتا ہوں کہ میرا خط پاتے ہی اپنی یہودی بیوی کو طلاق دے دو۔ مجھے ڈر ہے کہ تمہاری پیروی میں دوسرے مسلمان ذمی عورتوں کے حسن سے متاثر ہو کر ان سے شادی بیاہ کرنے لگیں گے اور یہ مسلمان عورتوں کے لئے بڑی آزمائش ہو گی۔"

---

[۱] طبری ۴/۱۴۸ [۲] طبری ۴/۱۴۷

۴۷۔ سعد بن ابی وقاص کے نام

[ذیل کے خط کی شانِ نزول بقول سیف بن عمر (طبری ۴/۱۹۵) یہ ہے کہ شام کی فتح اور قیصر روم کے شام سے خروج کے بعد ابو عُبَیدہ اپنے ہیڈ کوارٹر حمص میں مقیم تھے اور خالد بن ولید شمال میں شامی و رومی سرحد کے شہروں پر حملے کر رہے تھے کہ جزیرہ کے عیسائیوں کو اندیشہ ہوا کہ اب ہماری باری آنے والی ہے انھوں نے رومی قیصر سے خط و کتابت کی اور باہمی تعاون اور مسلمانوں پر حملہ کا معاہدہ کیا۔ پھر ایک بڑی فوج نے جو رومیوں اور اہلِ جزیرہ پر مشتمل تھی، حمص پر چڑھائی کی اس کے کئی ڈویژن دوسری اسلامی چھاؤنیوں (اَجناد) کی طرف بھیجے گئے تاکہ انھیں ابو عبیدہ کی مدد کو آنے سے روک لیں۔ ابو عبیدہ نے خالد کو شمال کی مہم سے کئی اور دوسرے فوجی سالاروں کو جو آسکے حمص بلا لیا، پھر بھی ان کی فوج اتنی ناکافی تھی کہ وہ دشمن کا وثوق سے مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ دشمن نے وہ سارے راستے رُک لئے تھے جن سے مسلمان فوجیں اپنے اپنے اڈوں سے حمص آسکتی تھیں۔ ابو عبیدہ غنیم کے سامنے کھلے میدان میں نہ آسکے اور مجبوراً حمص کے قلعہ میں پناہ گیر ہوئے اور ارجنٹ خط کے ذریعہ مرکز کو صورت حال سے مطلع کیا اور کمک طلب کی۔ حضرت عمرؓ نے سعد بن ابی وقاص کو جو کوفہ میں بس چکے تھے یہ خط لکھا :۔

"کوفہ کے مسلمانوں کو جنگ کے لئے فوراً تیار کرو اور جس دن یہ خط موصول ہو اسی دن ایک فوج قعقاع بن عمرو کی سرکردگی میں حمص بھیجو، وہاں ابو عبیدہؓ کا محاصرہ کرلیا گیا ہے۔ فوج کو تاکید کرو کہ جتنی جلد ممکن ہو حمص پہنچیں"

سیف بن عمر کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے سعد کو یہ ہدایات بھی بھیجیں :۔

"سہل بن عدی کی سرکردگی میں ایک فوج جزیرہ کے شہر رقّہ کی طرف بھیجو، جزیرہ کے لوگوں نے ہی رومیوں کو حمص پر حملہ کے لئے ابھارا ہے اور ان سے پہلے قرقیسیاء کے لوگ یہی حرکت کر چکے ہیں۔ دوسری فوج عبداللہ بن عتبان کی معیت

میں جزیرہ کے شہر نصیبین کو روانہ کرو، جنہوں نے اہل قرقیسیا کی طرح رومیوں کو حملہ کے لئے اُکسایا ہے۔ جب یہ دونوں سالار رقہ اور نصیبین سے فارغ ہو جائیں تو حرّان اور جزیرہ کے پایۂ تخت رُہا کا قصد کریں۔ ایک تیسری فوج ولید بن عُقبہ کی کمان میں جزیرہ کے عرب قبیلوں، ربیعۃ اور تنوخ کی جانب روانہ کرو اور چوتھی فوج عیاض بن غنم کو دو، جو جزیرہ کا رُخ کریں، اگر جنگ ہو تو دوسرے تمام افسر اُن کے ماتحت ہوں گے اور اُن کی رائے سے کام کریں گے۔"[1]

---

[1] طبری ۴/۱۹۵

سوانح قاسمی

جلد دوم

حضرت قاسم العلوم والخیرات نور اللہ مرقدہٗ کی سوانح کی پہلی جلد اہلِ علم اور اہلِ ذوق حضرات کے حلقہ میں غیر معمولی طور پر مقبول ہوئی۔ یہ جلد اگرچہ کافی ضخیم تھی لیکن صرف چند مہینوں میں اس کا پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا۔

اہلِ شوق کو مژدہ ہو کہ رئیس التحریر حضرت مولانا گیلانی کے اس علمی اور عرفانی کارنامہ کی **دوسری جلد** بھی چھپ کر تیار ہو گئی ہے۔ جس میں حضرت نانوتویؒ کے علم و کمال، تبلیغی خدمات، باطنی فیوض، اُن کی تحریر و تقریر اور اُن کی حیاتِ مبارکہ کے زاہدانہ اور مجاہدانہ وظائف اور ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے بعد ملتِ اسلامیہ کی نشاۃِ ثانیہ کے لئے اُن کے تجدیدی کارناموں کو مولانا گیلانی نے اپنے مخصوص انشائی کمالات، نکتہ سنجی، استخراجِ نتائج واقعات کی مفصل تنقیح و تحقیق کے ساتھ قلم بند کیا ہے۔ ساتھ ہی اس سوانح سے جو مجاہدانہ اور علمی و عملی زندگی سامنے آئی ہے اس میں موجودہ دور کے پیچیدہ مسائل کا حل بھی مضمر ہے۔ جس کی طرف حضرت مؤلف نے جگہ جگہ اشارے کئے ہیں۔ اس لئے سوانح کا یہ حصہ محض سوانح نہیں بلکہ امت کے لئے ایک درسِ حیات بھی ہے۔ اس دوسری جلد کی کتابت و طباعت، پہلی جلد سے بہتر ہے۔ آرٹ پیپر پر بلاک کے چھ عدد فوٹو شاملِ کتاب ہیں۔ جن سے وہ مناظر و مکانات آپ کے سامنے آ جائیں گے جن سے حضرت نانوتویؒ کے کارناموں کا تعلق ہے۔ ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۵۲۰ علاوہ فوٹو و ٹائیٹل پیج **قیمت** چھ روپیہ۔ علاوہ محصول ڈاک جو تقریباً عہ ہوتا ہے۔

خریدار جلد سے جلد توجہ کریں ورنہ دوسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

پاکستانی خریدار:- قاری شریف احمد صاحب صدیقی، دہلی مسجد، آدرام روڈ۔ پاکستان چوک کراچی ۱۰ کو کتاب کی قیمت اور محصول ڈاک روانہ کر کے رسید دفتر دارالعلوم میں بھیج دیں۔ ہندوستانی خریدار براہِ راست دفتر دارالعلوم سے فرمائش کریں۔

محمد طیب غفرلہٗ مہتمم دارالعلوم دیوبند